تحقیق و تنقید

فنِ سیرت نگاری پر ابنِ اسحاق کے اثرات

ڈاکٹر جمشید احمد ندوی

ڈاکٹر طرابیشی کی کتاب "رواۃ محمد بن یسار فی المغازی والسیر وسائر المرویات" طبع اول ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء سے ماخوذ و مستفاد

ابن اسحاق (م ۱۵۱ھ) کا شمار ان اولین سیرت نگاران رسول میں ہوتا ہے جنھوں نے سیرت نگاری کو فن کا درجہ عطا کیا اور اس کا اعلیٰ علمی معیار مقرر کیا۔ ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ "لوگ اس فن میں ابن اسحاق کے محتاج ہیں" اور ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ "اس فن میں جو مقام و مرتبہ انھیں نصیب ہوا وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوسکا۔"

ابن اسحاق کی کتابِ سیرت اپنے اسلوبِ بیان کی وجہ سے بہت جلد عالمِ اسلام میں مشہور و معروف ہوگئی۔ لوگ اس پر پروانہ وار ٹوٹے پڑتے اور اس کے مطالعہ سے اپنے دل و دماغ کو جلا بخشتے تھے۔ بقول ابن عدی "ابن اسحاق کو یہ بڑی فضیلت حاصل ہے کہ انھوں نے ملوک و امراء اور عوام الناس کو بے مقصد قصص اور کہانیوں کے بجائے سیرتِ نبوی سے اشتغال کا ذوق بخشا اور ان میں سیرت نبوی کے مطالعہ کا شوق پیدا کیا۔"

ابن اسحاق نے فنِ سیرت نگاری کے ارتقا میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ لوگ اس فن کو حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے، ان کی کتاب کو نقل کرکے اپنے ساتھ لے جاتے اور اپنے اپنے علاقے میں اس کا درس دیتے تھے، جس کی وجہ سے ابن اسحاق بہت جلد ایک عظیم مؤلفِ سیرتِ نبوی کی حیثیت سے دنیائے اسلام میں مشہور و معروف ہوگئے اور اس عظیم فن کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز کردیے گئے۔

سیرت نگاری کے ارتقا میں ابن اسحاق کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں، جسے حسب ذیل طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ وہ اشخاص جنھوں نے براہِ راست ابن اسحاق سے استفادہ کیا اور ان کی کتاب کے نسخے تیار کیے۔

۲۔ وہ افراد جنھوں نے بالواسطہ اس کتاب کے نسخے حاصل کیے۔

۳۔ وہ سیرت نگارانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے اس کتاب کو بنیادی ماخذ قرار دیتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ کیا اور اس کا معتد بہ حصہ اپنی اپنی کتب میں محفوظ کر دیا۔

۴۔ چوتھے طبقہ میں وہ افراد شامل ہیں جنھوں نے اپنے اپنے حلقۂ درس میں اس کتاب کا درس دیا اور اس کی ترویج واشاعت میں حصہ لیا۔

مذکورہ بالا طبقات میں شامل افراد کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔ ڈاکٹر طرابیشی نے ابن اسحاق کے عام رواۃ ـــ خواہ ان کا تعلق مرویاتِ مغازی سے ہو یا دیگر مرویات سے ـــ کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے ان کو بارہ [۱۲] طبقات میں تقسیم کیا ہے جن میں اوّلین سات طبقوں کے رواۃ کا تعلق مرویاتِ مغازی سے ہے جن کی مجموعی تعداد ساٹھ [۶۰] ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس فن کے ارتقا میں ابن اسحاق نے کس قدر اہم کردار ادا کیا ہے اور کتاب کے کس قدر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

مغازی ابن اسحاق کے کتنے نسخے تیار کیے گئے تھے اس کے متعلق حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ ڈاکٹر طرابیشی کے بقول محتاط اندازے کے مطابق تقریباً سو نسخے تیار کیے گئے تھے جن میں سے صرف ۲۵ مستقل نوعیت کے ہیں اور باقی ماندہ ابن اسحاق سے روایت کرنے والے اشخاص کی کتب میں محفوظ ہیں۔ فاضل محقق نے ان نسخوں کو تین خانوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ مشہور نسخے: ان کی تعداد دس ہے جن میں سے سات وہ ہیں جن کے اصحاب کا شمار رواۃِ ابن اسحاق کے طبقۂ اولیٰ میں ہوتا ہے۔

۲۔ ثانوی نسخے: ان کی تعداد پندرہ ہے۔ ان کے اصحاب کا شمار رواۃِ ابن اسحاق کے دوسرے اور تیسرے طبقہ میں ہوتا ہے۔

۴۔ غیر مستقل نسخے: اس سے مراد وہ کتب یا نسخے ہیں جن میں ابن اسحاق کی مرویات کا وافر حصہ موجود ہے۔ لیکن ان کی مستقل حیثیت نہیں ہے۔ اس طرح کی کتب کی تعداد ۷۵ ہے۔

مغازی ابن اسحاق کے نسخے بیک وقت نہیں لکھے گئے تھے بلکہ جوں جوں اس کتاب کی شہرت ہوتی گئی تدریجی طور پر اس کے نسخے تیار ہوتے رہے۔ ان نسخوں کو حسب ذیل ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

دور اول: مغازی ابن اسحاق کے اصل نسخے جو ابن اسحاق کے براہ راست شاگردوں سے منسوب ہیں، لیکن غالب گمان یہ ہے کہ ان میں سے کوئی نسخہ بھی محفوظ نہیں ہے۔

دور دوم: متداول نسخے: یہ ابن اسحاق کے براہ راست شاگردوں کے واسطے سے مرتب کیے گئے تھے۔ ان میں سے حسب ذیل دس مشہور ترین ہیں:

۱۔ نسخہ وہب بن جریر بصری (۲۰۶ھ) جو انھوں نے اپنے والد جریر بن حازم کے حوالہ سے نقل کیا تھا۔

۲۔ نسخہ یعقوب بن ابراہیم زہری (م ۲۰۸ھ) جو انھوں نے اپنے والد ابراہیم بن سعد کے توسط سے نقل کیا تھا۔

۳۔ تہذیب عبدالملک بن ہشام (م ۲۱۳ھ): ابن ہشام نے یہ نسخہ بکائی کی روایت سے نقل کیا تھا۔

۴۔ نسخہ یوسف بن بہلول کوفی (م ۲۱۸ھ) جو انھوں نے عبداللہ بن ادریس کے حوالے سے نقل کیا تھا۔

۵۔ نسخہ احمد بن محمد بغدادی (م ۲۲۸ھ) یہ نسخہ ابراہیم بن سعد زہری کی روایت سے مرتب کیا گیا تھا۔

۶۔ نسخہ عبداللہ بن محمد حرانی (م ۲۲۸ھ) یہ نسخہ محمد بن سلمہ حرانی کے حوالے سے نقل کیا گیا تھا۔

۷۔ نسخہ محمد بن حمید رازی (م ۲۴۸ھ) یہ نسخہ سلمہ بن فضل رازی کے حوالے سے مرتب کیا گیا تھا۔

۸۔ نسخہ سعید بن یحیی اموی (م ۲۴۹ھ): اس نسخہ کو انھوں نے اپنے والد یحیی بن سعید کی روایت سے مرتب کیا تھا

۹۔نسخۂ سلیمان بن سیف حرانی (م ۲۷۲ھ) : یہ نسخہ ابن اسحاق کے مشہور شاگرد یونس بن بکیر کے حوالے سے نقل کیا گیا تھا۔

۱۰۔نسخۂ احمد بن عبدالجبار کوفی (م ۲۷۲ھ):یہ نسخہ بھی یونس بن بکیر کے حوالے سے نقل کیا گیا تھا۔

دورسوم : فروعی نسخے : یہ نسخے متداول نسخوں سے تیار کیے گئے تھے۔ان میں سے حسب ذیل نسخے مشہور ہیں:

۱۔مغازی عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم الزہری البغدادی (م ۲۶۰ھ):عن عمہ یعقوب بن ابراہیم عن جدہ ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحاق۔

۲۔روایۃ عبدالرحیم بن عبداللہ البرقی المصری (م ۲۸۶ھ) : عن عبدالملک بن ہشام المصری عن زیاد بن عبداللہ البکائی عن ابن اسحاق۔

۳۔روایۃ ابی شعیب عبداللہ بن الحسن الحرانی نزیل بغداد (م ۲۹۵ھ):عن ابی جعفر عبداللہ بن محمد النفیلی عن محمد بن سلمۃ الحرانی عن ابن اسحاق۔

۴۔روایۃ رضوان بن احمد الصیدلانی البغدادی (م ۴۲۴ھ) : عن احمد بن عبدالجبار العطاردی عن یونس بن بکیر عن ابن اسحاق۔

۵۔روایۃ ابی العباس الاصم محمد بن یعقوب النیسابوری :عن العطاردی عن یونس بن بکیر عن ابن اسحاق۔

دورچہارم : منتخب نسخے : اس سے مراد وہ اجزا ہیں جو مغازی ابن اسحاق کے بعض متداول نسخوں سے منتخب کیے گئے تھے۔ان نسخوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔مغازی سعید بن یحیٰی اموی کا جزء اول، اس حصہ کو ابوالقاسم بغوی (م ۳۱۷ھ) نے نقل کیا تھا۔انھوں نے اس کے تقریباً دس نسخے تیار کیے تھے اور انھیں بغداد میں پھیلایا تھا۔

۲۔احمد بن عبدالجبار عطاردی کے نسخہ کا ایک مطبوعہ حصہ، جو زیادہ تر کتاب المبعث پر مشتمل ہے۔اس کے متعلق ظن غالب ہے کہ پانچویں صدی میں لکھے جانے والے کسی نسخہ سے نقل کر کے اسے طباعت کے مرحلے سے گزارا گیا ہے۔

۳۔عبداللہ بن محمد نفیلی کے نسخہ کا جزء سوم : مغازی کا یہ حصہ دمشق کے خزانۃ الظاہریۃ

کے ایک قدیم مخطوطہ میں شامل ہے۔ اس کے متعلق ظن غالب یہ ہے کہ پانچویں صدی میں لکھا گیا ہوگا۔ یہ حصہ بھی سابق الذکر کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

۴۔ ابو العباس اصم کی مغازی کا جزء سوم: اس حصہ کو ابو سعد سمانی (م ۵۶۲ھ) نے ابو بکر شیروی عن حیری عن اصم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

۵۔ تاریخ محمد بن اسحاق کا جزء اول: اس کی سماعت ضیاء مقدسی (م ۶۴۳ھ) نے ابو المجد زاہر بن ابی طاہر سے شوال ۶۰۶ھ میں کی تھی۔

مذکورہ بالا نسخوں میں اول الذکر تین نسخوں کا تعلق براہ راست ابن اسحاق کے شاگردوں سے ہے، جب کہ باقی ماندہ دونوں نسخوں کی روایت کم از کم دو یا کئی واسطوں سے ابن اسحاق تک پہنچتی ہے۔

مغازی ابن اسحاق کے راویانِ کرام

ابنِ اسحاق سے مجموعی طور پر روایت کرنے والے اشخاص، خواہ ان کا تعلق مرویات مغازی سے ہو یا دیگر مرویات سے، مجموعی طور ایک سو اکتیس (۱۳۱) ہے جن میں سے پندرہ[۱۵] اشخاص مجہول وغیر معروف ہیں مجہولین کی اس تعداد کو نکالنے کے بعد باقی ایک سو سولہ[۱۱۶] افراد کو ڈاکٹر طرابیشی نے بارہ طبقات میں تقسیم کیا ہے جن میں سے اولین سات طبقوں کا تعلق مغازی ابن اسحاق کے روایانِ کرام سے ہے جن کی تعداد ساٹھ[۶۰] ہے۔ ان رواۃ کی تفصیل باعتبارِ طبقات حسبِ ذیل ہے:

۱۔ پہلا طبقہ

اس طبقہ میں وہ اشخاص شامل ہیں جنھوں نے ابن اسحاق سے براہِ راست مغازی کا علم حاصل کیا تھا اور مستقل بالذات نسخے تیار کیے تھے لیکن وہ نسخے غالباً اب موجود نہیں ہیں۔ ان ہی اشخاص کی مرویات مغازی کا شمار مشہور نسخوں میں ہوتا ہے۔ اس طبقہ میں دس افراد ہیں۔

۱/۱۔ ابراہیم بن سعد زہری (م ۱۸۳ھ): ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے یعقوب (م ۲۰۸ھ) اور پوتے عبید اللہ بن سعد (م ۲۲۸ھ) کا تیار شدہ نسخہ (پہلا بغدادی نسخہ)

۲/۲۔ یونس بن بکیر شیبانی (م ۱۹۹ھ) احمد بن عبد الجبار عطاردی (م ۲۷۲ھ) کا نسخہ (پہلا کوفی نسخہ)

۳/۳۔ سلمہ بن فضل رازی (م ۱۹۱ھ) محمد بن حمید رازی (م ۲۴۸ھ) کا نسخہ (پہلا رازی نسخہ)

۴/۴۔محمد بن سلمہ حرانی (م ۱۹۱ھ) : ابو جعفر نفیلی حرانی کا تیار شدہ نسخہ (پہلا حرانی نسخہ)
۵/۵۔زیاد بن عبد اللہ بکائی (م ۱۸۳ھ) : ان کے حوالے سے ہشام بن عبد الملک نے اپنا تہذیب و تنقیح کردہ نسخہ تیار کیا تھا (کوفی نسخہ)
۶/۶۔عبد اللہ بن ادریس اودی (م ۱۹۲ھ) : یوسف بن بہلول (م ۲۱۸ھ) کا نسخہ مغازی (کوفی نسخہ)
۷/۷۔یحییٰ بن سعید بن ابان اموی (م ۱۹۴ھ) : سعید بن یحییٰ بن سعید اموی (م ۲۴۹ھ) کا نسخہ مغازی (کوفی بغدادی نسخہ)
۸/۸۔جریر بن حازم ازدی (م ۱۷۰ھ) : وہب بن جریر بن حازم (م ۲۰۶ھ) کا نسخہ (بصری نسخہ)
۹/۹۔علی بن مجاہد رازی (م ۱۸۲ھ) محمد بن حمید رازی (م ۲۴۸ھ) کا نسخہ (رازی نسخہ)
۱۰/۱۰۔ہارون بن ابی عیسیٰ شامی (م ۱۹۰ھ) : عبد اللہ بن ہارون بن ابی عیسیٰ شامی (م بعد ۲۱۱ھ) کا نسخہ (شامی بصری نسخہ)

۲۔ دوسرا طبقہ:

اس طبقہ میں وہ افراد و اصحابِ مغازی شامل ہیں جن سے مرویاتِ مغازی کو روایت کرنے والے اشخاص معروف و مشہور رہیں۔ اس طبقہ میں گیارہ افراد شامل ہیں

۱/۱۱۔سعید بن بزیع حرانی : سلیمان بن سیف حرانی نے ان سے روایت کی ہے (حرانی نسخہ)
۲/۱۲۔عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ : ان سے جعفر بن مہران سباک نے روایت کی ہے (بصری نسخہ)
۳/۱۳۔عبد الرحمٰن بن بشیر دمشقی : ان سے سلیمان بن عبد الرحمٰن دمشقی نے روایت کی ہے۔ (دمشقی نسخہ)
۴/۱۴۔مثنیٰ بن زرعہ، ابو راشد بصری : ان سے داؤد بن عمرو ضبی نے روایت کی ہے (بغدادی نسخہ)
۵/۱۵۔بکر بن سلیمان اسواری : ان سے خلیفہ بن خیاط اور شہاب بن معمر نے روایت کی ہے (بصری نسخہ)
۶/۱۶۔عبد الوارث بن سعید تنوری : ابو معمر منقری نے ان سے روایت کی ہے (بصری نسخہ)

۱۷/۷۔ یحییٰ بن محمد شجری: ان سے ان کے صاحبزادے ابراہیم نے روایت کی ہے (مدنی نسخہ)
۱۸/۸۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن اویس: ان سے ان کے صاحبزادے اسماعیل نے روایت کی ہے (مدنی نسخہ)
۹/۱۹۔ یحییٰ بن علی کنانی: ان سے ان کے صاحبزادے محمد نے روایت کی ہے (مدنی نسخہ)
۲۰/۱۰۔ ابراہیم بن مختار رازی: ان سے محمد بن حمید رازی نے روایت کی ہے (رازی نسخہ)
۲۱/۱۱۔ زفرہ بن قرۃ سدوسی: ان سے حجاج بن یوسف بن قتیبہ ہمدانی نے روایت کی ہے۔ (اصبہانی نسخہ)

۳۔ تیسرا طبقہ:

اس طبقہ میں وہ افراد شامل ہیں جن کا شمار ابن اسحاق کے متقدمین اصحاب میں ہوتا ہے یا انھوں نے ابن اسحاق کے متقدمین اصحاب سے استفادہ کیا ہے۔ اس طبقہ میں بھی گیارہ افراد ہیں:

۲۲/۱۔ احمد بن خالد وہبی حمصی: ابن اسحاق کے متقدمین اصحاب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔
۲۳/۲۔ عبدۃ بن سلیمان کوفی: متقدمین اصحابِ ابن اسحاق سے استفادہ کرنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے جنھوں نے متعدد روایات نقل کی ہیں۔
۲۴/۳۔ عبداللہ بن نمیر ہمدانی: ان کا شمار بھی متقدمین اصحابِ ابن اسحاق سے استفادہ کرنے والوں میں ہوتا ہے جنھوں نے متعدد روایات نقل کی ہیں۔
۲۵/۴۔ سعید بن یحییٰ لخمی "سعدان": ان کا شمار وہبی کے ساتھ ہوتا ہے۔
۲۶/۵۔ عبدالرحمٰن بن محمد محاربی: ان کا شمار ابن اسحاق کے اکابر اصحاب میں ہوتا ہے۔
۲۷/۶۔ یعلی بن عبید طنافسی: ان کا شمار متقدمین سے استفادہ کرنے والوں میں ہوتا ہے
۲۸/۷۔ عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی: ابن اسحاق کے اکابر اصحاب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔
۲۹/۸۔ سلیمان بن حیان، ابو خالد احمر: ان کا شمار بھی ابن اسحاق کے اکابر اصحاب میں ہوتا ہے۔
۳۰/۹۔ محمد بن ابراہیم بن ابی عدی: وہ ابن اسحاق کے حوالہ سے مغازی کی مرویات بیان کرتے ہیں۔
۳۱/۱۰۔ صدقہ بن سابق کوفی: ان کا ابن اسحاق کے حوالہ سے مرویاتِ مغازی بیان

کرنا ظاہر ہے۔
۳۲/۱۱۔ یحییٰ بن واضح، ابو تمیلہ مروزی : ان کا شمار ابن اسحاق کے متقدمین اصحاب میں ہوتا ہے

۴۔ چوتھا طبقہ :

اس طبقہ میں وہ مصنفین و مؤلفین شامل ہیں جنھوں نے ابن اسحاق سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور وہ ان کے حوالہ سے متعدد روایات نقل کرتے ہیں۔ ان کی تعداد سات ہے :

۳۳/۱۔ یزید بن ہارون واسطی ۳۴/۲۔ حماد بن سلمہ بصری
۳۵/۳۔ عبدالرحیم بن سلیمان رازی ۳۶/۴۔ اسماعیل بن ابراہیم اسدی، ابن علیہ
۳۷/۵۔ جریر بن عبدالحمید ضبی رازی ۳۸/۶۔ محمد بن فضیل ضبی کوفی
۳۹/۷۔ عبداللہ بن مبارک مروزی

۵۔ پانچواں طبقہ :

اس طبقہ میں وہ سیرت نگاران رسول شامل ہیں جنھوں نے مغازی ابن اسحاق سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اس کا معتد بہ حصہ اپنی اپنی کتب سیرت و مغازی میں محفوظ کر دیا ہے۔ اس طبقہ میں نو افراد ہیں :

۴۰/۱۔ واقدی ۴۱/۲: اسحاق بن بشر بخاری
۴۲/۳۔ لوط بن یحییٰ ازدی، ابو مخنف ۴۳/۴: سیف بن عمر اسدی
۴۴/۵۔ ہشیم بن بشر سلمی ۴۵/۶: ہیثم بن عدی
۴۶/۷۔ وہب بن وہب قرشی ۴۷/۸: عبدالرحمٰن بن مغراء دوسی
۴۸/۹۔ عمر بن سعد اسدی۔

۶۔ چھٹا طبقہ :

یہ طبقہ ان اکابر حنفی فقہاء پر مشتمل ہیں جنھوں نے مغازی ابن اسحاق سے استفادہ کیا تھا۔ اس طبقہ میں آٹھ افراد ہیں :

۴۹/۱۔ زفر بن ہذیل عنبری قاضی ۵۰/۲: قاضی ابو یوسف
۵۱/۳۔ قاضی یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ۵۲/۴: قاضی حفص بن عبدالرحمٰن بلخی
۵۳/۵۔ حفص بن غیاث نخعی ۵۴/۶: قاضی نوح بن ابی مریم معروف بہ "جامع"

۷/۵۵۔ قاضی نوح بن دراج نخعی ۸/۵۶۔ قاضی عمر بن حبیب عدوی

۷۔ ساتواں طبقہ:

اس طبقہ میں وہ خلفاء و ولاۃ ہیں جنھوں نے ابن اسحاق سے استفادہ کیا تھا۔ یہ طبقہ چار افراد پر مشتمل ہے:

۱/۵۷۔ خلیفہ منصور ابو جعفر: ان کے حکم سے ابن اسحاق نے کتاب لکھی تھی۔

۲/۵۸۔ خلیفہ مہدی، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ: ابن اسحاق نے ان کی خدمت میں اپنی کتاب پیش کی تھی۔

۳/۵۹۔ حسن بن قحطبہ طائی: خلیفہ منصور کے زمانہ میں آرمینیہ کے گورنر جنھوں نے براہ راست ابن اسحاق سے مغازی سنی تھی۔

۴/۶۰۔ لیث بن نصر کنانی: گورنر بخاری، انھوں نے بھی ابن اسحاق سے مغازی سنی تھی۔

مرویاتِ مغازی ابن اسحاق کا تسلسل

ابن اسحاق کی کتاب المغازی کی مرویات میں نویں صدی تک ایک تسلسل پایا جاتا ہے جو رواۃ کے ذریعہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہی ہیں۔ اس تسلسل کے اعتبار سے راویانِ مغازی ابن اسحاق کو پانچ زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ پہلا زمرہ:

ابن اسحاق سے براہِ راست فائدہ اٹھانے والے افراد و اشخاص (اس طبقہ کے اکثر افراد کا تعلق دوسری صدی سے ہے کہ ان کی وفات ۱۶۰-۲۱۵ھ کے درمیان ہوئی تھی۔) اس طبقہ کو حسب ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ مشہور و معروف اور ثانوی نسخوں کے حامل افراد جن سے مغازی ابن اسحاق کی اکثر روایات نقل کی جاتی ہیں۔

۲۔ صاحبِ تصانیف افراد جنھوں نے ابن اسحاق کی کتاب سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اس کے معتدبہ حصہ کو اپنی کتابوں میں نقل کر کے اس کی ترویج و اشاعت کا سامان فراہم کیا۔ اس طبقہ میں مفسرین، سیرت نگارانِ رسول، مؤرخین، فقہا اور محدثین شامل ہیں۔

۲۔ دوسرا زمرہ:

اس زمرہ میں وہ افراد شامل ہیں جنھوں نے اصحابِ ابن اسحاق سے براہِ راست کسبِ فیض کیا ہے۔ (اس طبقہ کے اکثر افراد کا تعلق دوسری صدی کے نصف ثانی اور تیسری صدی کے نصف اول سے ہے جن کی وفات ۲۰۳ - ۲۷۲ھ کے درمیان ہوئی تھی)

یہ طبقہ دراصل اپنے پیش رو طبقہ کا تتمہ ہے کہ اس میں وہ سیرت نگاران رسول شامل ہیں جن کی مستقل بالذات کتبِ مغازی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ مصنفین کرام بھی ہیں جنھوں نے چند واسطوں سے مغازی ابن اسحاق سے استفادہ کرتے ہوئے اس کی روایات کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

اسی طبقہ کے افراد کو یہ فضیلت و شرف حاصل ہے کہ وہی مغازی ابن اسحاق کے متداول نسخوں کے حامل افراد ہیں جیسے یعقوب بن ابراہیم بن سعید زہری کا نسخہ جو وہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، احمد بن عبدالجبار عطاردی کا نسخہ جسے انھوں نے عن یونس بن بکیر عن ابن اسحاق نقل کیا ہے تہذیب ابن ہشام جس کی روایت انھوں نے عن زیاد بکائی عن ابن اسحاق کی ہے۔ اسی طبقہ کے حوالہ سے ابن اسحاق کی مرویات کا تسلسل نویں صدی تک پایا جاتا ہے۔

۳۔ تیسرا زمرہ:

اس زمرہ میں وہ افراد شامل ہیں جو اصحابِ ابن اسحاق سے استفادہ کرنے والے اشخاص کے حوالہ سے روایات بیان کرتے ہیں۔ (اس طبقہ کے اکثر افراد کا تعلق تیسری صدی سے ہے جن کی وفات ۲۴۱ - ۳۳۰ھ کے درمیان ہوئی)

یہ طبقہ متقدمین مصنفین اور امہات الکتب جیسے صحاح وسنن وغیرہ کے مصنفین پر مشتمل ہے۔ اس طبقہ میں سرفہرست امام احمد بن حنبل ہیں جن کے اور ابن اسحاق کے درمیان بالعموم دو واسطے پائے جاتے ہیں لیکن بعض روایات انھوں نے ایک واسطہ سے بھی نقل کی ہیں۔ اس طبقہ کے افراد بالعموم تین واسطوں سے مغازی ابن اسحاق کی روایات بیان کرتے ہیں۔ اس طبقہ کے افراد کی کتب میں ابن اسحاق کی مغازی اور احکام سے متعلق ان کی مرویات کا اکثر حصہ محفوظ ہے۔

۴۔ چوتھا زمرہ:

یہ زمرہ مؤخر الذکر زمرہ کے راویانِ کرام سے استفادہ کرنے والے افراد پر مشتمل ہے۔ (اس طبقہ کے افراد کا تعلق چوتھی صدی تا ساتویں صدی کے اوائل سے ہے کہ ان کی وفات ۳۵۴ ۔ ۶۳۰ھ کے درمیان ہوئی تھی) اس طبقہ کے افراد نے ان واسطوں یا سندوں کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جو مشہور نسخوں تک پہنچتی ہیں۔ ان میں سے بعض کے پاس ایک سے زائد مشہور نسخے تھے جن سے انھوں نے استفادہ کیا تھا اور روایات میں پائے جانے والے خلا کو متقدمین کی تصانیف سے پر کیا تھا۔

۵۔ پانچواں زمرہ :

یہ زمرہ متاخرین اصحاب پر مشتمل ہے۔ (اس طبقہ کا تعلق آٹھویں اور اس کے بعد کی صدیوں سے ہے) اس زمرہ کے افراد سے مروی روایاتِ مغازی کا زیادہ تر انحصار سابقہ زمروں کے اصحابِ تصانیف افراد پر ہے۔

شہروں کے اعتبار سے مغازی ابن اسحاق کے رواۃ کی تقسیم

مغازی ابن اسحاق کی شہرت بہت جلد عالمِ اسلامی کے مختلف حصوں میں پھیل گئی، اس کی شہرت کا اندازہ ڈاکٹر طرابیشی کے حسبِ ذیل جدول سے ہو سکتا ہے جس میں انھوں نے مختلف شہروں میں راویانِ سیرتِ ابن اسحاق کی تعداد بیان کی ہے :(۱) کوفہ: ۴۴ر افراد (۲) بغداد: ۴۳ر افراد (۳) بصرہ: ۲۱ر افراد (۴) واسط: ۸ر افراد (۵) ری: ۷ر افراد (۶) حران: ۵ افراد (۷) مدائن: ۲۲ر افراد (۸) مدینہ: ۱۳ر افراد (۹) مکہ: ۴ر افراد (۱۰) شام: ۱۱ر افراد (۱۱) مرو: ۳ر افراد (۱۲) نیساپور: ۳ر افراد (۱۳) بخاریٰ: ۲ر افراد (۱۴) بلخ: ۲ر افراد (۱۵) سجستان: ۲ر افراد (۱۶) صاغان: ار فرد۔ (۱۷) اصبہان: ار فرد، (۱۸) مصر: ۴ر افراد

ڈاکٹر طرابیشی کے بقول مختلف اسلامی شہروں میں راویانِ سیرت ابن اسحاق کی مجموعی تعداد تکرار کے ساتھ ایک سو ستر[۱۷۰] ہو جاتی ہے، ان میں سے بعض ایک سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہے ہیں، لہٰذا اگر مکرر افراد کو حذف کر دیا جائے تو تعداد ایک سو اکتیس[۱۳۱] ہی رہ جاتی ہے۔

مذکورہ بالا مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ فنِ سیرت نگاری کے ارتقا پر ابن اسحاق کے جس قدر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں، دیگر سیرت نگاران رسول کے اثرات اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ اس سلسلہ کی مزید تحقیق سے نئے انکشافات ہو سکتے ہیں اور ابن اسحاق سے مرویاتِ مغازی کے رواۃ میں اضافہ ہو سکتا ہے•••

ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی کے سلسلۂ مطبوعات کی دو نئی کتابیں

غیر اسلامی ریاست اور مسلمان

مولانا سید جلال الدین عمری

کسی غیر اسلامی ریاست میں مسلم اقلیت کا کیا موقف ہونا چاہیے اور اسلام نے اس سلسلے میں کیا ہدایات دی ہیں ؟ یہ دورِ حاضر کا ایک اہم سوال ہے ؟ اس کتاب میں اس کا مدلل جواب فراہم کیا گیا ہے اور ان اعتراضات کا بھرپور رد کیا گیا ہے جو اس موضوع پر کیے جاتے ہیں۔ دین پر استقامت، عدل کا قیام، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، انسانی حقوق کا احترام، دفاع اور انتقام کا حق اور اس کی متنوع اور مطلوبہ دینی واخلاقی کردار جیسے عنوانات پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب اسلام اور مسلمان سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کرتی ہے۔ صفحات ۴۸، قیمت -/۱۵ روپے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

اس کتاب میں ابو الانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داعیانہ زندگی اور دعوتی وتبلیغی جدّ وجہد کا ایک جامع مرقع پیش کیا گیا ہے اور ملّتِ ابراہیمی کے بنیادی عناصر، ملتِ ابراہیمی کے حاملین، یہود کا ملتِ ابراہیمی سے انحراف، ملتِ ابراہیمی اور اسلام، نصاریٰ اور ملتِ ابراہیمی جیسے اہم موضوعات پر محققانہ اور داعیانہ بحث کی گئی ہے۔ ایک ایسی جامع اور تحقیقی کتاب جو ملتِ ابراہیمی سے متعارف کرانے کے ساتھ اسوۂ ابراہیمی سے بھی روشناس کراتی ہے۔ صفحات : ۲۰۰، قیمت -/۴۰ روپے

:- ملنے کے پتے :-

(۱) مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز ابو الفضل انکلیو نئی دہلی ۲۵

(۲) ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی۔ پوسٹ بکس ۹۳ علی گڑھ